International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com/
E-mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

Analysis of Hoarding as a Canker in the Light of Seerat-un-Nabi (ﷺ)

1. Muhammad Suleman Nasir,
Ph.D. Research Scholar,
Gomal University, Dera Ismail Khan,
Email: msuln2222@gmail.com

To cite this article: Nasir, Suleman "Analysis of Hoarding as a Canker in the Light of Seerat-un-Nabi (ﷺ)" International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 2, Issue No. 1 (July 1, 2020) Pages (70–88)

Journal International Research Journal on Islamic Studies
Vol. No. 2 || July - December 2020 || P. 70-88
Publisher Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL: https://www.islamicjournals.com/analysis-of-hoarding-in-the-light-of-seerat-un-nabi-2-1-5/
Journal homepage www.islamicjournals.com
Published online: 01 July 2020

Abstract:

Hoarding is one of the nastiest issues of the entire world. The pith of the issue is that everyone wants to become rich in the blink of an eye. For this purpose, they do every possible measure to get all the bounty in the shortest span of time. This immoral attitude of men has created a plethora of problems for fellow human beings. Islam is very clear regarding the dearness and the hoarding. There is no healing if there is hoarding. In Islam, both the system of the economic and social processes are valued. The safety of the common man is the main point of Islamic teaching regarding trade. Islam does not allow followers to exploit the common man that is why Islam is against social evils like hoarding, smuggling, and dearness of everyday goods. The teaching of our Holy Nabi (ﷺ) declared the hoarding as a crime and he who commits the crime is accurst and erroneous person. This study is the analysis of the hoarding in the light of the teaching of Holy Nabi (ﷺ). A mixed research methodology will be used in this research. This research concluded that in the present era hoarding is a social evil. It is haram and crime in the light of the teaching of the Holy Quran and that of Holy Nabi (ﷺ). It is our social and moral obligation to stop the hoarding. As a Muslim say no to hoarding should be our motto.

Keywords: Hoarding, Economic insecurity, Teaching of Islam, Seerat-un-Nabi(ﷺ),

1. تعارف:

اسلام کسی معاشی نظام اور معاشی نظریے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک مکمل دین اور مکمل نظامِ حیات ہے۔ یہ زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام نے معیشت، کسبِ معاش اوران سے متعلقہ امور سے متعلق احکامات واضح طور پر بیان کیے ہیں۔ اسلام نوعِ انسانی کے لیے عالم گیر اور کامیابی کا ضامن لائحۂ عمل مہیا کرتا ہے۔ اسلام ایک کامل دین ہے اور اس نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق جامع لائحۂ عمل مرحمت فرمایا ہے۔ معیشت کسی بھی معاشرے کا ایک اہم ستون ہوتا ہے اسلام نے اس بارے میں بھی مسلمانوں کو رہنمائی دی ہے۔ قرآن و سیرت طیبہ ﷺ نے کسب معاش کے لئے جن اصولوں کو اپنایا ہے ان میں محنت، لین دین میں معاہدات اور عہد کی پابندی، صداقت، دیانت داری اورامانت کی تلقین کی ہے اور دھوکہ دہی، ذخیرہ اندوزی، ناجائز منافع خوری، بلیک مارکیٹنگ اور ملاوٹ کی مذمت و ممانعت کی ہے اور اس بارے میں احکام وہدایات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ معاشرتی زندگی کے حوالہ سے ہمدردی، ایثار و قربانی اوراللہ کی راہ میں خرچ کو اہمیت دی گئی ہے۔ لیکن انسان خواہشات کے غلبے کی وجہ سے بعض اوقات اپنی جائز وناجائز خواہشات کی تکمیل کے لیے افراط و تفریط سے کام لیتاہے اور دوسرے انسانوں کے حقِ معاش پر بھی ڈاکہ ڈالنے لگتاہے اور آخرت کو بھول کر زیادہ سے زیادہ سرمایہ اکٹھے کرنے میں لگا رہتاہے۔ ان ناجائز ذرائع آمدنی میں ایک ذخیرہ اندوزی بھی ہے۔ ذخیرہ اندوزی کسی بھی معاشرے کے لئے ایک ناسور ہے اور اس کو لگام دیناوقت کی اہم ضرورت ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمانے سے پہلے اس کی غذا کا انتظام فرمایا۔ خوراک میں حلال چیزوں کو جائز اور حرام چیزوں کو ناجائز قرار دیا۔ مگر حلال اشیاءِ خورد ونوش کو منافع خوری کے لیے روک کر ذخیرہ اندوزی کرنے کو اسلام نے حرام قرار دیاہے تاکہ انسانوں میں باہمی احساس ہمدردی پیدا ہو۔ اگر مارکیٹ میں کاروبار فطری انداز سے رواں دواں ہے اور طلب اور رَسَد میں توازن ہے اور مارکیٹ میں غلہ وافر مقدار میں موجود ہے تو خرید کر اسٹاک کرنا منع نہیں ہے، کیونکہ تجارتی منصوبہ بندی اسی طریقے سے ہوتی ہے۔ لیکن اگر اشیائے صرف میں سے کسی چیز کی پیداوار معاشرے کی ضرورت سے کم ہو یا قومی اور بین الاقوامی طور پر طلب کے مقابلے میں رَسَد کم ہوگئی ہے، تو ایسی صورت میں کوئی تاجر مارکیٹ سے اُس مال کو خرید کر ذخیرہ کرلیتاہے یا یہ مال پہلے سے اُس کے گوداموں میں موجود ہے، لیکن شدید طلب کے باوجود وہ اِسے روکے رکھتاہے۔ وہ مال، مارکیٹ میں سپلائی نہیں کرتاہے تاکہ طلب بڑھے اور لوگ مجبوراً بنیادی ضرورت کی اشیاء مہنگے داموں خریدنے پر مجبور ہوجائیں، تو یہ ذخیرہ اندوزی ہے۔ اسلام نے اس سے منع کیاہے۔ ذخیرہ اندوزی وہی لوگ کرتے ہیں، جو استحصالی مزاج رکھتے ہوں اور لوگوں کی مجبوریوں کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوں۔ لہٰذا ان کا یہ عمل اور یہ طرزِ فکر غیر اسلامی اور غیر انسانی ہے۔ اسلام میں اس کے لئے وعیدیں بیان ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ نے ذخیرہ اندوزوں کو خطاکار اور ملعون قرار دیاہے اور اسے ایک گھناؤنا جرم قرار دیاہے۔

2. سابقہ تحقیقات کا جائزہ:

اسلامی تاریخ میں ذخیرہ اندوزی ایک اہم موضوع رہاہے۔ قرآن مجید، تفاسیر، کتب احادیث، شروح احادیث اور فقہ کی کتابوں میں اس موضوع پر مواد موجود ہے۔ مختلف مفکرین نے ذخیرہ اندوزی کے احکامات بیان کیے ہیں۔ عصر حاضر میں، اسلامی معیشت اور تجارت کے

بارے میں متفرق کتب شائع ہو چکی ہیں ۔ان میں "اسلام کا معاشی نظام اور معاشی نظریات" [1]، " اسلام کا معاشی نظام"[2] ،"اسلامی معاشیات"، "اقتصادی مسائل اور ان کا حل[3]،"اسلام کا قانون تجارت"[4]،"اسلامی تجارت"[5]،اور "اقتصادیات اسلام"[6] قابل ذکر ہیں ۔ ان تصانیف میں اسلامی نظام معیشت کے بنیادی اصول، کسی حد تک احتکار و اکتناز کی ممانعت، اسلامی تجارت میں بیع کے احکام اور اصول اور اسلامی نظام معیشت کے خصائص پر بات کی گئی ہے لیکن ذخیرہ اندوزی کے موضوع پر ان کتابوں میں بہت کم مواد موجود ہے۔اس مقالے میں اس بات کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ ذخیرہ اندوزی کے مسئلے کو اُجاگر کیا جائے کیونکہ یہ مسئلہ شدت اختیار کر چکا ہے اور اس کے روک تھام کے لئے انفرادی اور اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہے۔

3. منہج تحقیق:

اس تحقیق میں نتائج وسفارشات کے حصول کے لئے مختلف طریقہ ہائے کار کو استعمال کی گیا ہے۔ مقالہ کی تیاری میں انداز تحقیق، بیانیہ اور تجزیاتی ہے۔اصل مواد بنیادی مآخذ سے حاصل کیا گیا ہے۔ جن میں قرآن مجید، کتب احادیث،اور تاریخ اسلام وفقہ پر مستند کتب شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف اسلامی ویب سائٹس پر موجود کتب سے بھی معلومات اخذ کی گئی ہیں۔ نتائج وسفارشات کے سلسلے میں تاجر حضرات سے بھی رابطہ کیا گیااور ان کی آراء کو مد نظر رکھا گیا کہ وہ اس مسئلے کے بارے میں کیا سوچ رکھتے ہیں اور کیا حل تجویز کرتے ہیں۔اس تحقیق کے نتائج وسفارشات پر اگر عمل کیا جائے تو امید ہے کہ ذخیرہ اندوزی کو جڑ سے اُکھاڑنے میں مدد ملے گی اور یہ معیشت کو اسلامی احکامات کے مطابق استوار کرنے میں معاون و مددگار ثابت ہو گی۔ کیونکہ ذخیرہ اندوزی کسی بھی معاشرے کی معیشت کے لئے ایک ناسور کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کو ختم کرنا معیشت کی بہتری کے لئے ضروری ہے۔

4. بحث و تجزیہ:

أ. ذخیرہ اندوزی (احتکار):

ذخیرہ اندوزی کو عربی میں احتکار کہتے ہیں۔ احتکار۔ "حکر" سے بنا ہے جس کے لفظی معنی ظلم اور بدکے ہیں۔

ابن منظور افریقی کے مطابق:

"الحكر: الظلم والتنقص و سوء العشرة" [7]

"حکر سے مراد ظلم (اشیائے ضرورت کی) بتدریج قلت پیدا کرنا اور بُرا معاشرہ (تشکیل دینا) ہے۔"

---

1. Muhammad Amin-ul-Haq, Syed, "Islam ka Ma'aashi Nizam aur Ma'aashi Nazaryat", (Lahore: Department of Education and Publications, Department of Endowments, 1970)
2. Israr Ahmad, Dr.," Islam ka Ma'aashi Nizam ", (Lahore: Anjuman-e-Khudam-ul-Quran, 1985)
3. Qureshi, Tufail Ahmed, "Eqtisadi Masaial aur Unka Hal" (Shah Waliullah ki Nazar main)", (Lahore: Purab Academy, 2005)
4. Ghaffari, Noor Mohammad, Dr., "Islam ka Qanoon-e-Tijarat ", (Lahore: Research Center, Dayal Singh Trust Library, 1994)
5. Abu Numan Bashir, "Islami Tijarat", (Lahore: Maktab-e-Islamia 2008)
6. Qadri, Muhammad Tahir, Dr. "Eqtsadiyat-e-Islam", (Lahore: Minhaj-ul-Quran Publications, 2007)
7. Ibn Manzoor, Muhammad bin Makram bin Ali,"Lisan Al Arab" (Beirut Dar Sader, 2010),4: 40

احتکار، ناجائز ذخیرہ اندوزی، انگ، گراں فروشی کی نیت سے غلہ کی ذخیرہ اندوزی کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔[8]

شریعت کی اصطلاح میں احتکار کا مفہوم ہے ہر ایسی چیز کو مہنگا بیچنے کے لئے روک رکھنا جو انسان یا حیوان کی غذائی ضرورت میں کام آتی ہو۔ مثلاً گراں بازاری کے زمانے میں جب کہ مخلوق اللہ کو غلہ وغیرہ کی زیادہ ضرورت ہو اور کوئی شخص غلہ خرید کر اس نیت سے اپنے پاس روک رکھے کہ جب اور زیادہ گرانی ہو گی تو اسے بیچوں گا یہ احتکار کہلاتا ہے۔[9]

ابن منظور اس کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"الاحتکار:جمع الطعام و نحوه مما يؤكل واحتسباسه انتظاروقت الغلاء به"[10]

"احتکار: سے مراد ہے: کھانے پینے اور روزمرہ استعمال کی اشیاء کو جمع کر کے روکے رکھنا تاکہ نرخ بڑھنے کا انتظار کیا جائے۔"

ذخیرہ اندوزی ایک معاشرتی بُرائی ہے اور اس سے معیشت کو شدید نقصان پہنچتا ہے اس کے ساتھ ساتھ عوام کو بھی تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے ذخیرہ اندوزی کی سخت الفاظ میں ممانعت کی ہے اور اسے ایک گھناؤنا فعل قرار دیا ہے۔

ب. قرآن میں ذخیرہ اندوزوں کا بیان:

قرآن مجید یہود و نصاریٰ کے پیشواوں کی دنیا پرستی کی بحث کی مناسبت سے ذخیرہ اندوزوں کے بارے میں عمومی قانون بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَايُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيمٍ۔"[11]

"جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے چھپا کر رکھتے ہیں اور انہیں راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔"

مندرجہ بالا آیت نے صراحت سے ذخیرہ اندوزی کو حرام قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے اموال اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور مخلوق کے مفاد کی راہ میں لگائیں اور انہیں جمع کر کے رکھنے، ذخیرہ کرنے اور گردش سے الگ کرنے سے پرہیز کریں اور اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو انہیں دردناک عذاب کا منتظر رہنا چاہئے۔ یہ دردناک عذاب صرف قیامت کے دن کی سخت سزا نہیں ہے بلکہ اس دنیا کی وہ سخت سزائیں بھی اس مفہوم میں شامل ہیں جو اقتصادی توازن بر قرار نہ رہنے کی وجہ سے اور طبقاتی اختلافات پیدا ہونے کے باعث پیش آتی ہے۔

ج. ذخیرہ اندوزی کی مختلف صورتیں:

عصر حاضر میں ذخیرہ اندوزی کی درج ذیل صورتیں رائج ہیں:

- شرکتِ قابضہ: ایسی شرکت میں پیداواری کاروبار کے اکثر حصص حصہ دار ہی خریدتے ہیں، لہٰذا وہ کسی شے یا خدمت کی پیداواری حد اور قیمت اپنی مرضی سے معین کرتے ہیں اور یوں خریداروں کا استحصال کرتے ہیں۔

---

8. Ferozuddin, Maulvi, "Feroz ul Lughaat", (Lahore: Feroz Sons, 2010): 73
9. Al-Tabrizi, Wali-ud-Din Al-Khatib, "Mishkat Al-Masabih", Translator: Maulana Sadiq Khalil's Zakhira Andozi ka Bayan,(Karachi: Maktab al-Bashari, 1431 AH / 1997) 3:116
10. Ibn Manzoor, "Lisan Al Arab" (Beirut Dar Sader, 2010), 4: 408
11. Al-Quran Surah: 2, Ayat: 284

- اوماج: یہ ایک ایسا استحصالی طریقہ ہے جس میں چند کمپنیاں مل کر ایک وحدت قائم کرتی ہیں، جس سے اشیاء کی پیداوار اور قیمتوں پر ان کی اجارہ داری قائم ہو جاتی ہے، وہ اپنی مرضی سے اشیاء کی پیداوار کو بڑھاتے اور گھٹاتے ہیں، مارکیٹ میں ضرورت کے باوجود صرف قیمتیں بڑھانے کے لیے اسے گوداموں میں اسٹاک کر دیا جاتا ہے اور قیمتیں چڑھ جانے کے بعد بیچا جاتا ہے۔
- وحدتِ قیمت: سرمایہ دارانہ نظام کی "برکات" میں سے یہ بھی ہے کہ چند مل مالکان یا کارخانہ دار مل کر کسی شے کی بازار میں ایک قیمت طے کر لیتے ہیں، چوں کہ وہ شے ان کے علاوہ کوئی اور نہیں بناتا، تو اس متعین قیمت سے کم پر کہیں اور سے دستیاب نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے گاہک ان کی من مانی قیمت پر خریداری کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، یوں اس طرح سرمایہ دار عوام کا استحصال کر کے اپنے نفع کا زیادہ سے زیادہ حصول ممکن بنالیتے ہیں۔

ذخیرہ اندوزی کی مختلف صورتوں میں ہر ایک کا حکم بھی جُدا ہے۔ محمد یوسف لدھیانوی کے مطابق:

"ذخیرہ اندوزی کی ایک صورت یہ ہے کہ زمیندار اپنی زمین کا غلہ روکے رکھے اور اور تب فروخت کرے جب گرانی ہو۔ یہ صورت گو جائز ہے لیکن پسندیدہ نہیں اور اگر اس صورت میں گرانی اور قحط کا اندیشہ ہو تو گناہ کا کام ہے۔ دوسری صورت حرام ہے یعنی جب بازار میں قلت پیدا ہو جائے تو وہ اس وقت اشیاء مہنگے داموں فروخت کرے۔ تیسری صورت وہ ہے کہ بازار میں اجناس وافر مقدار میں موجود ہیں اور لوگوں کو کسی دقت کا سامنا نہیں لا ایسی صورت میں اگرچہ جائز ہے لیکن اس کو گرانی کے انتظار میں روکے رکھنا کراہت سے خالی نہیں۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ انسانوں یا چوپائیوں کی خوراک کی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا بلکہ دوسری چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے جس سے لوگ تنگی اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہوں تو یہ بھی حرام ہے۔"[12]

ذخیرہ اندوزاگرچہ ہر چیز کی ہو سکتی ہے لیکن احادیث میں احتکار کا لفظ ان اجناس کے لئے آیا ہے جو کھانے پینے کے استعمال میں آتی ہیں۔ اس میں تمام خوردنی اشیاء اور اجناس شامل ہیں۔ چونکہ ذخیرہ اندوزوں کا مقصد زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنا ہوتا ہے اور اُنہیں عوام کی پریشانی کا خیال نہیں ہوتا ہے بلکہ اُنہیں پنے منافع کی فکر ہوتی ہے اس لئے اسلام نے اس کی بھرپور مخالفت کی ہے اور اسے حرام اور ظلم قرار دیا ہے۔

د. ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے لئے وعید:

اسلام تجارت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور ناجائز منافع خوری سے اجتناب کرنے کی تلقین کرتا ہے کیونکہ اسلام کا مقصد ایک خوشحال معاشرے کا قیام ہے جس میں تمام لوگ امن و امان کی زندگی بسر کر سکیں۔ چنانچہ اگر کوئی اس حالت کو سمگلنگ، ناجائز منافع خوری یا ذخیرہ اندوزی کے ذریعے بدلنا چاہتا ہے تو وہ اسلام کی نظر میں وہ خطاکار اور لعنتی ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

12. Ludhianvi, Muhammad Yusuf, "Apkay Masail aur Unka Hal", (Karachi: Maktab Ludhianvi-1997), 6:79-80

عن معمر بن عبد الله بن نضلة، قال: سمعت رسول الله ﷺ، يقول: " لا يحتكر إلا خاطئ "[13]

معمر بن عبد اللہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا": گنہگار ہی احتکار (ذخیرہ اندوزی) کرتا ہے"۔

اس حدیث میں علی العموم ذخیرہ اندوزی کو جرم و گناہ قرار دیا گیا ہے، غذائی اجناس کی تخصیص نہیں کی گئی۔ ذخیرہ اندوزی اس وقت منع ہے جب لوگوں کو غلے کی ضرورت ہو تو مزید مہنگائی کے انتظار میں اسے بازار میں نہ لایا جائے، اگر بازار میں غلہ دستیاب ہے تو ذخیرہ اندوزی منع نہیں۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ

عن عمر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه و سلم قال : " الجالب مرزوق والمحتكر ملعون "[14]

"حضرت عمر کہتے ہیں کہ نبی کریم نے فرمایا تاجر کو رزق دیا جاتا ہے اور احتکار کرنے والا ملعون ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ جو شخص کہیں باہر سے شہر میں غلہ وغیرہ لاتا ہے کہ اسے موجودہ اور رائج نرخ پر فروخت کرے اور گراں فروشی کی نیت سے اس کی ذخیرہ اندوزی نہ کرے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے یعنی اسے بغیر گناہ کے فائدہ حاصل ہوتا ہے اور اس کے رزق میں برکت عطا کی جاتی ہے اس کے خلاف مخلوق اللہ کی پریشانیوں اور غذائی قلت سے فائدہ اٹھا کر غلہ وغیرہ کی ناجائز ذخیرہ اندوزی کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اور خیر و بھلائی سے دور رہتا ہے جب تک کہ وہ اس لعنت میں مبتلا رہتا ہے اس کو برکت حاصل نہیں ہوتی۔ اس لعنت کا دنیوی زندگی میں پھر عملی مظاہرہ یوں سامنے آتا ہے کہ ناجائز منافع خوری کی وجہ سے مال کی ظاہری زیادتی کے باوجود اس میں بے برکتی ہوتی ہے۔ اللہ کی طرف سے وہ شخص حوادث میں مبتلا رہتا ہے اور ان قدرتی و مصنوعی آزمائشوں سے نکلنے کے لئے پھر وہ مال پانی کی طرح بہاتا ہے اور آخرت کی بربادی اور زندگی بھر کی بے سکونی الگ سے ہے۔

احادیث میں ذخیرہ اندوزوں کے لئے بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول : " من احتكر على المسلمين طعامهم ضربه الله بالجذام والإفلاس " . رواه ابن ماجه والبيهقي في شعب الإيمان . ورزين في كتابه[15]"

"حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول کریم ﷺ یہ فرماتے تھے کہ جو شخص غلہ روک کر گراں نرخ پر مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کرتا ہے اللہٰ اسے جذام وافلاس میں مبتلا کر دیتا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص مخلوق اللہ اور خاص طور پر مسلمانوں کو تکلیف و نقصان میں ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جسمانی و مالی بلاؤں میں مبتلا کرتا ہے اور جو شخص انہیں نفع و فائدہ پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم و مال میں خیر و برکت عطا فرماتا ہے۔

اسی طرح حضرت معقل بن یسار فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے مسلمانوں میں گراں فروشی کی تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے قیامت کے دن بہت بڑی آگ میں ڈال دے۔"[16]

---

13. Al-Qushayri, Muslim ibn Hajjaj, "Al-Jami 'al-Sahih", (Karachi, Maktab al-Bashari, 2011): 4120; Al-Tirmidhi, Ahmad ibn Isa ibn Sura, Al-Sunan, Kitab al-Bay'u 'an-Rasoolullah, Bab Ma Ja'a fi al-Ihtikar,(Beirut: Dar Al-Ahya Al-Tarath Al-Arabi, 1421 AH):1267
14. Ibn Majah, Muhammad ibn Yazid, al-Qazvini, Al-Sunan, Kitab al-Tajjarat, Bab al-Hikra wa al-Jalb, (Beirut: Dar al-Jail) 3:2153; "Mishkat al-Masabih", 3:119
15. Ibid: 2155;"Mishkat al-Masabih", 3:121

علامہ علاء الدین حصکفی نے لکھا ہے:

"حاکم ذخیرہ اندوز کو تعزیر بھی دے سکتا ہے اور اس کے مال کو زبردستی فروخت بھی کر سکتا ہے"، علامہ ابن عابدین شامی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: "کھانے پینے کی چیزوں کو مہنگائی کے انتظار میں چالیس دن تک ذخیرہ کرنا شرعاً احتکار ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے مسلمانوں پر چالیس دن ذخیرہ اندوزی کی، اللہ تعالیٰ اُس پر جذام (کوڑھ) اور اِفلاس کو مسلّط کر دے گا۔ کفایہ میں ہے: "یعنی رسوائی اُس پر مسلط کر دی جائے گی اور ضرورت کے وقت اُس کی مدد نہیں کی جائے گی" اور ایک دوسری روایت میں ہے: "اُس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔"[17]

نبیِّ کریم ﷺ نے اس قسم کی ذخیرہ اندوزی کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"جو مہنگائی بڑھانے کی نیت سے چالیس دن غلہ روکے تو وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا اور اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہو گیا۔"[18]

"وہ اللہ سے بیزار ہوا" کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا وہ عہد توڑ ڈالا جو اس نے احکام شریعت کی بجا آوری اور مخلوق اللہ کے ساتھ ہمدردی و شفقت کے سلسلے میں باندھا ہے۔ اسی طرح اور اللہ اس سے بیزار ہوا کا مطلب یہ ہے کہ جب اس نے اس بدترین عمل کے ذریعہ مخلوق اللہ کی پریشان کیا اور مخلوق کو تکلیف دی تو وہ اللہ کی حفاظت میں نہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ اپنا نظر کرم نہیں فرمائے گا۔

کاروباری ترقی کے لئے جائز تدابیر اختیار کرنے میں حرج نہیں لیکن شریعتِ اسلامیہ ایسے طریقوں سے روکتی ہے جن سے مُعاشرتی بگاڑ پیدا ہو اور معاشی ترقی کا پہیہ رُک جائے۔ لہٰذا اس حدیث مبارکہ میں انتہائی سخت وعید ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک حرام عمل کے لئے ہی ہو سکتی ہے۔ یہ ایک استحصال کی صورت ہے اور اسلام نے اس کی سختی سے مذمت کی ہے۔

ہ. ذخیرہ اندوزی کا شرعی حکم:

شرعی نقطہ نظر سے ذخیرہ اندوزی حرام ہے۔ اس فعل میں مبتلا ہونے والا شخص شریعت کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ ہے۔

"اگر کوئی شخص اپنی زمین سے پیداشدہ غلہ کی ذخیرہ اندوزی کرے یا ارزانی کے زمانہ میں غلہ خرید کر رکھ چھوڑے اور پھر اسے گرانی کے وقت بیچے تو یہ حرام نہیں ہے اسی طرح اشیاء کو روک رکھنا جو غذائی ضروریات میں استعمال نہ ہوتی ہوں حرام نہیں ہے"۔[19]

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت ان ضروری اشیاء کے بارے میں ہے جن کی لوگوں کو اشد ضرورت ہو اور وہ مل نہ رہی ہو۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ:

---

16. Bayhaqi, Abu Bakr Ahmad ibn Husayn, "Al-Sunan al-Kubra", (Makkah: Maktab Dar al-Baz, 1414 AH / 1994):10855

17. Shami, Muhammad Amin bin Umar Abedin,,Hashiya Ibn Abdin, wilih Qarat Ayoun Al-Akhyar wa Taqreerat-e-Al-Rafii. (Beirut: Aalam Alkitab, 2007), 9: 86-87

18. Ibn Hanbal, Ahmad ibn Muhammad, Shaybani, "Musnad Ahmad" Tahqeeq: Shoaib al-Arnaout wa Akharoon, (Beirut: Moasasta al Risala, 1421 AH / 2001)2: 33: 4880; "Mishkat Al-Masabih", 1:2896

19. Al-Tabrizi, Wali-ud-Din Al-Khatib; "Mishkat Al-Masabih", 3:117

”اہلِ علم کے نزدیک عمل اس پر ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں ذخیرہ اندوزی مکروہ ہے اور بعض علماء نے غیر طعام میں ذخیرہ اندوزی کی رخصت دی ہے اور عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: کپاس اور بکری کی کھال اور اِس کی مثل دوسری چیزوں کی ذخیرہ اندوزی میں حرج نہیں ہے"[20]

علامہ محی الدین شرف النووی لکھتے ہیں:

”علماء نے کہاہے کہ احتکار کی حکمت یہ ہے کہ عام لوگوں سے ضرر کو دور کیاجائے اور علماء کا اِس پر اجماع ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس اشیائے خوراک ہوں اور لوگوں کو اس طعام کی سخت ضرورت ہو اور اس کے علاوہ کہیں سے نہ ملے، تو لوگوں کو ضرر سے بچانے کے لیے اس شخص کو طعام فروخت کرنے پر مجبور کیاجائے گا۔"[21]

غذائی اجناس کے علاوہ دیگر اشیائے ضرورت کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ غذائی اجناس میں ذخیرہ اندوزی واحتکار کی ممانعت کی جو علت اور وجہ ہے وہ باقی تمام اشیاء ضرورت میں بھی پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس چیز کی ضرورت ہے لیکن ذخیرہ اندوز نے اس کے منہ مانگے دام کھرے کرنے کی خاطر اسے بازار میں لانے کی بجائے اپنے گودام میں چھپاکر ذخیرہ کیاہوا ہے۔ چونکہ غذائی اجناس کی عام طور پر زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور سب کو ضرورت ہوتی ہے کہ زندگی کی بنیادی ضروریات میں سے غذا کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ اس لئے اس کو ذخیرہ کرنے کا ضرر ونقصان زیادہ شدید اور زیادہ وسیع پیمانے پر ہوتا ہے۔

علامہ نظام الدین لکھتے ہیں:

”ذخیرہ اندوزی مکروہ ہے اور یہ اس صورت میں کہ (کوئی شخص) غلّہ (کھانے پینے کی اشیاء) شہر میں خریدے اور اُن کو فروخت سے روک رکھے تاکہ لوگوں پر تنگی آجائے۔ جب شہر کے قریب ہی کسی مقام سے خریدا اور اٹھاکر شہر تک لایا اور (فروخت سے) روکے رکھا، اگر اہلِ شہر کے لیے اس سے تنگی ہوتی ہو، تو یہ بھی مکروہ ہے۔ پس اگر کسی دور کے مقام سے اناج خرید کر لایا اور (شہر میں) ذخیرہ کیاتو یہ منع نہیں ہے۔"[22]

پاکستان علماء کونسل اور دارالافتاء پاکستان نے انسانی ضرورت کی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع کو حرام قرار دیتے ہوئے کہاہے کہ تاجر حضرات فوری طور پر انسانی ضرورت کی روزمرہ کی اشیاء کو عوام الناس کو مہیا کریں اور حکومت ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے خلاف سخت ایکشن لے اور ان کی اشیاء کو ضبط کر کے مستحقین میں تقسیم کر دے۔ علماء ومشائخ کی طرف سے جاری کردہ فتویٰ میں کہا گیاہے کہ ذخیرہ اندوزی اور عوام الناس کے استعمال کی چیزوں کا ذخیرہ کرنا شرعی طور پر ناجائز ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے سے اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ نے بیزاری کا اعلان کیا ہے۔ ملک گیر لاک ڈاون کی وجہ سے عوام الناس اضطراب کا شکار ہیں، ایسی صورتحال میں ذخیرہ اندوز اور ناجائز منافع خور اشیائے

20. Al-Tirmidhi, "Sunan al-Tirmidhi", (Beirut: Dar al-Kitab al-Alamiya, 1421 AH): 1268
21.Nawawi, Mohi-ud-Din Yahya bin Sharaf, Imam, "Sharh Al-Nawawi Ali Sahih Muslim", (Beirut: Dar Al-Ahya Al-Tarath, 1392 AH), 5: 144
22."Fatawa al-Alamgiri", Translated by: Syed Amir Ali, Kitab Al-Bayou ', al-Bab al-Ashroon Fi al-Bayyaat al-Makrooh, Fasl Fi Al-Ihtikar (Lahore: Maktab-e-Rahmania,nd),3: 213

ضرور یہ کو مارکیٹ سے غائب کر کے معاشرے میں افراتفری پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں ایسے عناصر ناصرف ملک و قوم کے لئے پریشانی کا باعث بن رہے ہیں بلکہ اللہ کے عذاب کو بھی دعوت دے رہے ہیں۔[23]

موجود صورت حال کے پیش نظر دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ کراچی کا فتویٰ یہ ہے کہ:

"ایسی ذخیرہ اندوزی جس سے معاشرہ کے افراد تکلیف میں آجاتے ہیں۔ دام مصنوعی طور پر بڑھادیئے جاتے ہیں یا دام بڑھنے کی صورت میں فی ان اشیاء کی فروخت بند کر دی جاتی ہیں۔ حالانکہ لوگ طلب میں لگے ہوئے ہوتے ہیں جیسا کہ آجکل، چینی، آٹا وغیرہ سے متعلق کہا جارہا ہے، اسلام میں ایسی ذخیرہ اندوزی ناجائز ہے۔"[24]

مندرجہ بالا بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ذخیرہ اندوزی خواہ اجناس کی ہو یا کسی ایسی چیز کی جس سے عوام کو شدید تکلف کا سامنا کرنا پڑے اسلام میں ممنوع ہے۔ حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں علی العموم ذخیرہ اندوزی کو جرم و گناہ قرار دیا گیا ہے اور غذائی اجناس کی تخصیص نہیں کی گئی۔ چنانچہ جان بچانے والی ادویات کی ذخیرہ اندوزی بھی اس میں شامل ہے کیونکہ یہ بھی ضرووت کی چیزیں ہیں۔ عصر حاضر میں جو بھی چیز عوام کی ضرورت کی ہو اس کا ذخیرہ کرنے سے اسلام منع کرتا ہے۔ الغرض جو اشیاء منڈی وبازار میں عام دستیاب ہوتی ہیں اور ان میں کسی قسم کی قلت نہیں ہوتی تو تھوک فروش ان کا سٹاک خرید لیتے ہیں پھر وہ آہستہ آہستہ تھوک و پرچون بکتی اور نکلتی رہتی ہیں یہ بلاشک وشبہ جائز ہے اور تجارت وکاروبار میں ایک لازمی عنصر ہے یہ ناجائز ذخیرہ اندوزی میں نہیں آتا کیونکہ اس کے بغیر تو عام طور پر تجارت وکاروبار چل ہی نہیں سکتا کہ مال یکبارگی خرید لیا جائے اور پھر بتدریج وہ فروخت ہوتا رہے، گاہک وخریدار کی حسب ضرورت جتنی ڈیمانڈ وطلب ہو اس کو بیچا جاتا رہے۔ جبکہ ذخیرہ اندوز اور ناجائز منافع خور باوجود ڈیمانڈ اور طلب کے اور لوگوں کی ضرورت میں تنگی پیش آنے کے پھر بھی مال چھپائے رکھتا ہے اور لوگ جب زیادہ قیمت دے کر خریدنے پر مجبور ہو جائیں تب بیچتا ہے۔ دونوں میں فرق واضح ہے کیونکہ ذخیرہ اندوز، احتکار کر کے، بلیک مارکیٹنگ کر کے اس فطری نظام پہ قدغن لگانے کی کوشش کرتا ہے۔

و۔ ذخیرہ اندوزی کے نقصانات:

انفرادی اور اجتماعی طور پر ذخیرہ اندوزی کے مندرجہ ذیل نقصانات ہیں۔

- غلہ کی ذخیری اندوزی سے بھوک اور افلاس اور حتیٰ کہ قحط کی سی صورتحال پیدا ہو سکتی ہے۔ دوائیوں کی مصنوی قلت سے کسی بھی معصوم کی جان جاسکتی ہے۔ جبکہ اسلام میں ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل سے تعبیر کیا گیا اور اسی طرح ایک انسان کی جان بچانے کو تمام انسانیت کی جان بچانے کے برابر قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭوَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭوَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔"[25]

23- https://jang.com.pk/news/752312، https://dailypakistan.com.pk/30-Mar-2020/1113883 (accessed, 5th May, 2020)

24.Darul Iftaa: Jamia Uloom Islamia Allama Muhammad Yusuf Banuri Town, Fatwa No. 143101200286,(accessed,20 May,2020)

25. Al-Quran Surah: 5, Ayat: 32

"جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچائے اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔"

- ذخیرہ اندوزی سے تمام معاشرے کا بنیادی ڈھانچہ ہل جاتا ہے۔ لوگ غیر ضروری اموات کا شکار ہوتے ہیں۔ سرمایہ چند ہاتھوں تک محدود ہو جاتا ہے
- ذخیرہ اندوزی سے ملک میں غربت، بے روزگاری پیدا ہوتی ہے اور بد عنوانی اور رشوت ستانی بڑھتی ہے۔
- ذخیرہ اندوزی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا سبب ہے اور اس طرح کمائے ہوئے مال سے برکت اُٹھ جاتی ہے۔
- مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کیلئے ذخیرہ اندوزی کرنے والا حدیثِ پاک کے مطابق جُذام کے مرض اور مُفلسی کا شِکار ہو جاتا ہے۔[26]
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق ایسے شخص کا دل سخت ہو جاتا ہے۔[27]
- ذخیرہ اندوز کو ہر وقت قلبی بے چینی اور مالی نقصان کا اندیشہ رہتا ہے۔
- ذخیرہ اندوزی سے معیشت کو شدید نقصان پہنچتا ہے

ز۔ اسلام کے معاشی احکام کے اصول وضوابط:

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں اسلام کے معاشی نظام کا جائزہ لینے سے جو باتیں سامنے آتی ہیں، ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- **اسلام طلب ورسد کے فطری قوانین کا معترف ہے:**

اسلام طلب ورسد کے فطری قوانین کے حوالے سے ہدایات فراہم کرتا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا"[28]

"ہم نے ان کے درمیان معیشت کو تقسیم کیا ہے اور ان میں سے بعض کو بعض پر درجات میں فوقیت دی ہے؛ تاکہ ان میں سے ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔"

یہاں کام لینے کو طلب اور کام کرنے کو رسد سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، یہی وہ چیز ہے جس کی باہمی کشمکش اور امتزاج سے ایک متوازن معیشت وجود میں آسکتی ہے۔ اس حوالے سے جب آپ ﷺ سے بازار میں فروخت ہونے والی اشیاء کی قیمتیں اور نرخ متعین کرنے کی درخواست کی گئی تو جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ ہُوَالْمَسْعُرِالْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ"[29]

"بے شک اللہ تعالیٰ ہی قیمت مقرر کرنے والے ہیں، وہی چیزوں کی رسد میں کمی اور زیادتی کرنے والے ہیں، اور وہی رزاق ہیں۔"

26. Ibn-e-Maja, 3:2155
27.Ghazaliyah, Muhammad ibn Muhammad "Haya Uloom-ud-Din", Translator: Maulana Nadeem Al-Wajdi (Karachi: Dar-ul-Sha'at, nd),2:93
28. Al-Quran Surah: 43, Ayat: 32
29. Abu Dawud, Suleman ibn al-Ash'ath al-Sijistani, "Sunan Abi Dawood", Kitab al-Ijarah, Bab fi al-Sha'ir, (Beirut: Dar al-Ahya al-Tarath al-Arabi, 1421 AH), 3:3451

گویا بازار میں رائج طلب ورسد کے قوانین فطری ہیں، ان میں تبدیلی درست نہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے شہریوں کو دیہات والوں کے لیے یعنی ان سے مال لے کر خود شہر میں مہنگے داموں فروخت کرنے سے منع فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا:

"دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ"[30]

"لوگوں کو آزاد چھوڑ دو تاکہ اللہ تعالی ان میں سے بعض کو بعض کے ذریعے رزق عطا فرمائے۔"

اس حدیث میں تیسرے شخص کی مداخلت کو منع فرمایا گیا تاکہ طلب ورسد کا صحیح توازن قائم ہو اور ذخیرہ اندوزی کے ذریعے مصنوعی قلت پیدا کر کے طلب ورسد کے قدرتی نظام میں بگاڑ سے حفاظت ہو سکے۔ گویا اسلام کے معاشی احکام سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ فی الجملہ طلب ورسد اور ذاتی منافع کے محرک کا اعتبار ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی بتادیا کہ جدید معاشی نظریات کی طرح ان کو بے لگام نہیں چھوڑا گیا کہ جس طرح چاہیں معاملہ کریں کیونکہ مطلق آزادی ذخیرہ اندوزیوں کو جنم دیتی ہے، جس سے مارکیٹ کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔[31]

- **اسلام متوازن معیشت کا قائل ہے:**

اسلام میں افراط و تفریط کی کوئی گنجائش نہیں اس کے احکامات واضح ہیں اور اس میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی ہے۔ اس لئے اسلام مارکیٹ کے فطری اصولوں کی بات کرتا ہے تاکہ ایک طرف تاجر حضرات کا نقصان نہ ہو اور دوسری طرف عوام کو بھی اشیاء بآسانی میسر ہوں۔ اسلام کے بتائے ہوئے احکام میں سود، قمار اور سٹہ بازی کی حرمت خاص اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہی وہ ذرائع ہیں جن کے ذریعے سے مال و سرمایہ سمٹ کر صرف چند سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں آجاتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ سرمایہ داریت ومادیت کا طوفان انہی مذکورہ بالا اسباب کے نتیجے میں برپا ہوا اور آج پوری دنیا کو اس نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ ذخیرہ اندوزی، قافلوں کے شہر میں آمد سے قبل ہی خرید و فروخت، شہری کا دیہاتی کے لیے معاملہ اور تمام بیوعاتِ فاسدہ اور باطلہ کی حرمت کی وجہ یہ بھی ہے کہ ان سے مارکیٹ کے فطری اصول متاثر ہوتے ہیں اور رسد وطلب کے قوانین معطل ہو کر چند سرمایہ داروں کے ہاتھ کھلونا بن کر رہ جاتے ہیں۔[32]

- **پابندیاں:**

اسلام نے سرمایہ درانہ نظام کے برخلاف ذاتی منافع کے محرک پر چند پابندیاں عائد کیں اور اس میں ذاتی منافع کے محرک کو بالکل آزاد نہیں چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہ پابندیاں درج ذیل ہیں۔

1. اسلام کے معاشی نظام پر کچھ پابندیاں وحی الٰہی پر مبنی ہیں جن کو ابدی حیثیت حاصل ہے اور یہ ہر جگہ نافذ العمل ہیں اور ان میں تبدیلی ممکن نہیں۔ مثلاً قرآن و حدیث میں حلال و حرام کے متعلق احکامات ابدی ہیں۔ "تکملۃ فتح الملہم" میں ان پابندیوں کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

30. Al-Tirmidhi, Muhammad ibn Isa ibn Surah, "Sunan al-Tirmidhi", Kitab al-Bay'u ', Bab al-Maja':1223
31. Usmani, Mohammad Taqi, Mufti, "Takmala Fatehul Mulham",Kitab Al-Bayou, Al Mazhab Al Eqtaysadi (Karachi: Maktab Darul Uloom),1:310-311
32. Ibid: 1:310-311

"فَلاَ يَجُوْزُ لِأَحَدٍ مِّنَ الْمُكْتَسِبِيْنَ أنْ يَكْسِبَ الْمَالَ بِطَرِيْقَةٍ غَيْرِ مَشْرُوْعَةٍ مِّنَ الرِّبَوٰ وَالْقِمَارِ وَالتَّخْمِيْنِ وَسَائِرِ الْبُيُوْعِ الْفَاسِدَةِ أَوِ الْبَاطِلَةِ" .[33]

"کسی تاجر کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ سود، قمار، سٹہ بازی ور دیگر تمام بیوع فاسدہ و باطلہ کے غیر مشروع طریقہ سے مال کمائے۔ (کیوں کہ یہ چیزیں عموماً اجارہ داریوں کے قیام کا ذریعہ بنتی ہیں)۔"

2. معاشی نظام کے لئے کچھ پابندیاں حکومت کی طرف سے ہوتی ہیں اور یہ اس وقت لگائی جاتی ہیں کہ اگر کوئی عمومی مصلحت ہو، یا کوئی اپنی ذاتی اجارہ داری قائم کر رہا ہو اور اس طرح معیشت کو ناہمواریوں سے بچانے کے لیے حکومت پابندیاں لگا سکتی ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازار تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک شخص کوئی چیز بازار کے نرخ سے بہت کم داموں میں فروخت کر رہا ہے، تو آپ نے اس سے فرمایا:

"إمَّا أنْ تَزِيْدَ فِي السِّعْرِ وَإمَّا أنْ تَرْفَعَ مِنْ سُوْقِنَا" .[34]

"یا تم دام میں اضافہ کرو، ورنہ ہمارے بازار سے اٹھ جاؤ۔"

اس سے یہ معلوم ہوا کہ حکومت کسی مصلحت کے تحت کوئی پابندی عائد کر سکتی ہے کیوں کہ مارکیٹ میں اگر کوئی معروف نرخ سے کم قیمت پر خرید و فروخت کرے تو اس سے دیگر تاجروں کے لیے جائز نفع کا راستہ بند ہو سکتا ہے لیکن حکومت کی طرف سے عائد کردہ پابندیاں قرآن و سنت کے کسی حکم سے متصادم نہ ہوں، جیسا کہ حدیث ارشاد پاک ﷺ ہے:

"لاَ طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ"۔[35]

"خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔"

3. اس طرح بحیثیت مسلمان تاجر کے اس پر کچھ اخلاقی پابندیاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ صرف معاشی سرگرمیاں ہی ایک مسلمان کے لئے سب کچھ نہیں بلکہ یہ دنیا فانی ہے اور اسے اُخروی دنیا کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا ہے لہذا کسی بھی ناجائز طریقے سے کمانا ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ جس میں ذخیرہ اندوزی اور اسمگلنگ سرفہرست ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے تجارت و معیشت کو پاکیزہ اور صاف ستھرا رکھنے کے لیے جو ضوابط و قوانین مقرر کیے ہیں وہ نہ صرف دنیا میں حلال رزق کے حصول کا ذریعہ ہیں؛ بلکہ آخرت میں اعلیٰ درجات کا باعث بھی ہیں۔

- **حاکم اپنی طرف سے نرخ مقرر نہ کرے:**

نرخ مقرر کرنا حاکم کی ذمہ داری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے کیونکہ گرانی اور ارزانی اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

33. Usmani, Mohammad Taqi, Mufti, "Takmala Fatehul Mulham":312
34. Malik ibn Anas, Imam, "Mu'ta'il Imam Malik", Kitab al-Bay'u, Bab al-Hikra wa al-Tarbas, (Karachi: Qademi Kutub Khana, nd): 591
35. Al-Tabrizi, Wali-ud-Din Al-Khatib, "Mishkat Al-Masabih", 3:3696

" غلا السعر على عهد النبي صلى الله عليه و سلم فقالوا : يا رسول الله سعر لنا فقال النبي صلى الله عليه و سلم : " إن الله هو المسعر القابض الباسط الرازق وإني لأرجو أن ألقى ربي وليس أحد منكم يطلبني بمظلة بدم ولا مال 36"

"ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں غلہ کا نرخ مہنگا ہو گیا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے نرخ مقرر فرما دیجئے یعنی تاجروں کو حکم دیدیجئے کہ وہ اس نرخ سے غلہ فروخت کیا کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی نرخ مقرر کرنے والا اللہ ہی تنگی پیدا کرنے والا اللہ ہی فراخی دینے والا اور اللہ ہی رزق دینے والا ہے۔ میں اس بات کا امیدوار اور خواہشمند ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ مجھ پر تم میں سے کسی کے خون اور مال کا کوئی مطالبہ نہ ہو۔

لہذا جب مہنگائی ہو اور چیزوں کے دام بڑھ جائیں تو اللہ کی طرف رجوع کر کے اسی سے مدد مانگی جائے۔ اپنے عقائد و اعمال میں درستی اور اصلاح کر کے اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تا کہ وہ اپنے بندوں سے خوش ہو اور ان پر ارزانی و سعت رزق کی رحمت نازل فرمائے۔ اس حدیث کی رو سے حکومت کی طرف سے نرخ مقرر کیا جانا منع ہے کیونکہ اس طرح لوگوں کے معاملات میں بیجا دخل اندازی ہوتی ہے اور ان کے مال میں ان کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا لازم آتا ہے جو ظلم کی ایک صورت ہے پھر نرخ مقرر کرنے کا ایک بُرا نتیجہ یہ بھی بر آمد ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے بسا اوقات لوگ کاروبار بند کر دیتے ہیں اور تجارتی سرگرمیاں متاثر ہوتی ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ مہنگائی اور آخر کا قحط پر منتج ہوتا ہے۔

- **تجارت کا مقصد نفع کا حصول:**

شریعت کی نظر میں دولت کمانے اور منافع حاصل کرنے کے لیے تجارت ایک بہترین اور معزز پیشہ ہے۔ قرآن مجید کی مختلف آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے منافع کو اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"فَإِذا قُضِيَتِ الصَّلوةُ فَانتَشِروا فِي الأَرضِ وَابتَغوا مِن فَضلِ اللَّهِ "37

"پس جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔"

اسی طرح حج جیسی عظیم عبادت کے دوران بھی اللہ تعالیٰ نے اس فضل کو کمانے سے منع نہیں کیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

"لَيسَ عَلَيكُم جُناحٌ أَن تَبتَغوا فَضلًا مِن رَبِّكُم"38

"تمہارے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو (یعنی حج کے دوران بھی)"

اس سلسلے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"أَلَا مَنْ وَلِيَ يَتِيمًا لَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ فِيهِ وَلَا يَتْرُكْهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الصَّدَقَةُ" 39

"سنو جب کوئی شخص کسی ایسے یتیم کا سرپرست بنایا جائے جس کے پاس مال و دولت ہے تو اسے چاہیے کہ اس مال میں تجارت کرے اور اسے یونہی بغیر تجارت کے نہ چھوڑ دے کیونکہ اس طرح چھوڑنے سے اس کا سارا مال زکوٰۃ کھا جائے گی۔"

36. Al-Tirmidhi, "Sunan al-Tirmidhi",1323; Abu Dawud: 3403; "Mishkat al-Masabih" 3:120
37. Al-Quran Surah: 10, Ayat: 62
38. Al-Quran Surah: 2, Ayat: 198
39. Al-Tirmidhi, "Sunan al-Tirmidhi":618

یہ حدیث تجارت کے سلسلے میں ایک اہم بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔وہ یہ کہ کسی بھی تجارت کا کم از کم یہ مقصد ہونا چاہیے کہ اس سے نفع حاصل کیا جائے تاکہ اس نفع سے انسان کی ضرورتیں پوری ہوں۔کیونکہ جس مال میں تجارت نہ کی جائے اور ہر سال اس میں زکوٰۃ اد کی جائے تو آہستہ آہستہ یہ بغیر کسی منافع کے ختم ہو جائے گا۔

- **منافع کی شرح متعین کرنے کے عوامل:**

قرآن وسنت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے منافع کی کوئی شرح متعین نہیں کی ہے۔ ہر زمانے اور علاقے کے لئے معین شرح متعین نہیں کی جاسکتی ہے ۔ کیونکہ کچھ سامان تجارت ایسے ہوتے ہیں جن کی فروخت جلد جلد ہوتی ہے مثلاً کھانے پینے کی چیزیں اور کچھ سامان تجارت ایسے ہوتے ہیں جن کی کھپت بہت سست اور کبھی کبھی ہوتی ہے۔ مثلاً کار، فرنیچر اور کپڑے وغیرہ۔ چنانچہ دونوں کے لئے ایک ہی طرح کے منافع کا اطلاق عدل وانصاف کے منافی ہے۔لہٰذا جلد فروخت ہونے والی سامان تجارت کے لئے کم منافع ہونا چاہئے جبکہ دوسری قسم کے سامان تجارت کے لئے شرح زیادہ ہونی چاہئے۔ اس طرح نقد بیچے جانے والے سامان تجارت کی بانسبت اُدھار میں منافع کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔

بعض دکان دار چھوٹے ہوتے ہیں اور کم سرمایے سے تجارت کرتے ہیں۔ جب کہ بڑے دکان دار بڑے سرمایہ سے تجارت کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بڑا سرمایہ دار بہت کم منافع لے کر بھی فائدے میں رہے گا۔ جب کہ چھوٹا دکان دار کم منافع لے کر اپنی تجارت کو فروغ نہیں دے سکتا۔اس لیے ضروری ہے کہ وہ زیادہ نفع لے۔

کچھ سامان تجارت ایسے ہوتے ہیں جن کا شمار ضروری اور بنیادی اشیاء صرف اور کچھ سامان تجارت ایسے ہوتے ہیں جن کا شمار سامان تعیش میں ہوتا ہے۔چونکہ بنیادی اشیاء غریب لوگ بھی خریدتے ہیں اس لیے ان میں منافع کی شرح بہت کم ہونی چاہیے۔ جب کہ سامان تعیش میں منافع کی شرح زیادہ بھی کی جاسکتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ شریعت نے ضروری اور بنیادی اشیاء صرف مثلاً غلہ وغیرہ کی ذخیرہ اندوزی کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ ذخیرہ اندوزی کے ذریعے ان میں بہت زیادہ نفع حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس کا اثر غریبوں پر پڑتا ہے۔

بعض سامان تجارت ایسے ہوتے ہیں جو صرف ایک واسطے کے بعد بازار میں پہنچ جاتے ہیں۔اس لیے ان میں منافع کی شرح کم ہوتی ہے۔ جب کہ بعض سامان تجارت فیکٹری سے نکل کر کئی واسطوں سے ہوتے ہوئے بازار میں آتے ہیں۔اس قسم کے سامان تجارت میں پہلے سامان کے مقابلے میں منافع کی شرح زیادہ ہونی چاہیے۔

لہٰذا منافع کی شرح متعین کرتے وقت مندرجہ بالا عوامل کو دیکھ کر کیا جائے۔یوسف رضا القرضاوی فرماتے ہیں کہ:

"یہ بات شریعت نے تاجر کے ضمیر پر چھوڑ دی ہے کہ وہ ان عوامل کو مد نظر رکھتے ہوئے اتنا منافع لے کہ اسے بھی نقصان نہ ہو اور خریداروں کی بھی حق تلفی نہ ہو۔یہی وجہ ہے کی اسلام نے تاجر حضرات پر کچھ اخلاقی پابندیاں بھی عائد کی ہیں اور ہر اس تجارت کو حرام قرار دیا ہے جس سے

کسی دوسرے کی حق تلفی ہوتی ہو۔ گویا اسلام نے اگرچہ منافع کی کوئی شرح متعین نہیں کی ہے لیکن اخلاقیات کی پابندی ہر حالت میں ضروری ہے۔"[40]

اگر دیکھا جائے تو کم منافع لینے سے سامان کی فروخت بڑھ جاتی ہے اور کاروبار میں اضافہ ہوتا ہے جب کہ زیادہ منافع لینے سے وقتی فائدہ تو ضرور ہوتا ہے لیکن حقیقت میں زیادہ نفع لینے سے کاروبار میں زوال شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر صورتحال ایسی ہو کہ مارکیٹ میں منافع کی شرح چند اسباب کی بنا پر ضرورت سے زیادہ ہو تو ایسی صورت میں حکومت کے لیے ضروری ہے کہ مارکیٹ میں دخل اندوزی کرتے ہوئے قیمت اور منافع کی شرح کو متعین کر دے۔

5. خلاصہ:

ذخیرہ اندوزی عصر حاضر کا ایک نہایت ہی گھمبیر مسئلہ ہے۔ قرآن مجید اور حدیث میں اس کی شدید مذمت بیان ہوئی ہے اور اسے ایک گھناؤنا اور حرام فعل قرار دیا ہے۔ کیونکہ ذخیرہ اندوزی سے نہ صرف ملکی معیشت تباہ ہوتی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ عوام کو بھی تکلیفیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ ذخیرہ اندوزی کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص شہر سے غلہ خریدے اور پھر اسے فروخت نہ کرے اور اس کی وجہ سے عوام الناس کو مشکل کا سامنا کرنا پڑے۔ مثلاً! ایک شخص ایک شہر سے غلہ خریدتا ہے اور اسے اپنے قصبے میں لے جاتا ہے اور اس کو فروخت نہیں کرتا تو یہ شخص ذخیرہ اندوز کہلائے گا۔ لیکن اگر جس جگہ پر غلہ لے کے جا رہا ہے وہ ایک بڑا شہر ہے اور عوام کو اس کے غلہ ذخیرہ کرنے سے کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا تو وہ شرعاً ذخیرہ اندوز نہیں کہلائے گا۔" امام ابو یوسف نے اس کو ذخیرہ اندوزی میں ہی شمار کیا ہے کیونکہ اس عمل سے عوام الناس کو نقصان پہنچتا ہے۔" امام ابو حنیفہؒ دوسری طرف نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں کہ "غلہ دور سے اٹھا کر لانے والے کو رزق ملتا ہے" امام ابو یوسف کے نزدیک ذخیرہ اندوزی ہر اس چیز میں ثابت ہوتی ہے جس کی عدم دستیابی سے عوام الناس کو تنگی اور پریشانی ہوتی ہو، خواہ وہ خوراک ہو یا کوئی اور چیز۔"[41]

اسلامی تعلیمات نے معاشی مسائل کے حل کے لئے اصول بتائے ہیں۔ بطور مسلمان ہمیں تجارت کے ان اصولوں پر عمل کرنا چاہیے اور قرآن و سنت کی روشنی میں کاروبار زندگی چلانا چاہیے۔ ہمیں ملاوٹ، کم تولنے، ذخیرہ اندوزی چور بازاری اور نقلی اشیاء کی فروخت سے احتراز کرنا چاہیے۔ تجارت ایک معزز پیشہ ہے اور اس میں ایک معقول حد تک منافع جائز ہے۔ اشیاء کو چھپانا اور مصنوعی قلت پیدا کرنا حرام ہے اور ایسے کمائے ہوئے سرمایہ میں برکت نہیں ہوا کرتی۔ قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ نے اسے ایک گھناؤنا فعل قرار دیا ہے اور یہ کام موجب لعنت بھی ہے، کیونکہ ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے عوام کو ناحق تکلیف اُٹھانا پڑتی ہے اس کے ساتھ ساتھ معیشت پر بھی بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے تجارت کے لئے قوائد ضوابط مقرر کئے ہیں جن کی پابندی ہر اُس شخص پر فرض ہے جو تجارت کے پیشے سے منسلک ہے۔ اسی طرح شریعت نے منافع کی شرح مقرر نہیں کی ہے۔ اس میں بہت سے عوامل کار فرما ہوتے ہیں اور منافع کی شرح مقرر نہ کرنا عدل و

40. Al-Qaradawi, Yousef Raza, "Fatawa of Yousef Al-Qaradawi," Ijtimayi wa Ma'ashi Masail, "Translated by: Syed Zahid Asghar, (Lahore: Al-Badr Publications, 2012), 2:207

41. Mansoori, Muhammad Tahir "Ahkam-e-Bayy,"Islamabad: Islamic Research Institute, International Islamic University. Islamabad , 2005):103

انصاف پر بھی مبنی ہے کیونکہ مختلف اشیاء کے لئے ایک ہی طرح کا شرح منافع اختیار کرنا تجارت کے اصولوں کے خلاف ہے، جس کا شریعت نے لحاظ رکھا ہے۔ ارشادات نبویہ ﷺ اور تعلیمات اسلامی کے پیش نظر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ذخیرہ اندوزی کی کسی بھی صورت اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔ اسلام نے حاکم کو کو بھی اپنی طرف سے نرخ مقرر کرنے سے روکا ہے لیکن معیشت کے عمل کو صاف شفاف رکھنے اوراجارہ داریوں سے حفاظت کے پیش نظر اسلام نے ذخیرہ اندوزی کو اس کی تمام انواع واقسام کے ساتھ ممنوع قرار دیا ہے اور اسلامی حکومت کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ اس ملعون عمل کو روکنے کے لیے دخل اندازی کرے۔ ہماری انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ہم ذخیرہ اندوزی کے خاتمے میں حکومت کی مدد کریں تا کہ اس ناسور سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔

6. نتائج:

ہر اس چیز کی ذخیرہ اندوزی حرام ہے جس سے عام لوگوں کو تکلیف ہو۔ اسلام کی نظر میں ذخیرہ اندوزی کرنے والا خطاکار اور لعنتی ہے۔ ذخیرہ اندوزی کے ذریعے حاصل ہونے والی دولت سے نیکی کے کام کرنا جیسے حج و عمرہ اور صدقہ وخیرات کرنا عبث ہے اور یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا شرف حاصل نہیں کر سکتیں۔ مال کا حصول حلال طریقے سے ہونا ضروری ہے۔ حلال مال وہی ہو گا جس کا ذریعہ بھی حلال ہو گا،ورنہ حلال رزق بھی حرام اور ناپاک تصور ہو گا جیسے حلال اناج اور گندم چوری کے ذریعے یا ذخیرہ اندوزی کے ذریعے۔ اسی طرح حلال روپے رشوت اور غبن کے ذریعے،ناپ تول میں کمی، یاملاوٹ کر کے اور جھوٹ بول کر کمائے جائیں تو یہ ساری چیزیں حلال رزق کو بھی حرام کر دینے والی ہیں۔ ذخیرہ اندوزی کا حکم یہ ہے کہ اجناس کے علاوہ اگر دوسری اشیاء کے ذخیرہ کرنے سے بھی عوام تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں تو بھی حرام ہے۔ تجارت کا مقصد نفع کا حصول ہے لیکن تاجروں کو اخلاقیات کے دائرے میں رہتے ہوئے عوام کی آسانی کا سوچنا چاہئے۔ مارکیٹ کو سرمایہ داروں کے تسلط اور دیگر مفاسد سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اسلام کے معاشی احکام سے واقف ہوں اور ان پر عمل پیرا ہوں، تاکہ شخصی آزادی اور مارکیٹ کی آزاد فضا اور معاشرہ کی آزادی کے درمیان توازن قائم ہو سکے۔ گو حکومت نرخ مقرر نہیں کر سکتی لیکن ذخیرہ اندوزں کے مال کو ضبط کر سکتی ہے اور انہیں سخت سزائیں دی جاسکتی ہیں تا کہ دوسرے لوگ بھی عبرت پکڑیں۔

7. تجاویز وسفارشات:

ذخیرہ اندوزی کے تدارک کے لئے مندرجہ ذیل سفارشات پیش کیے جاتے ہیں۔ اگر ان سفارشات پر عمل کیا جائے تو اُمید ہے کہ ذخیرہ اندوزی کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

- ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری کے خلاف سخت ترین ایکشن ناگزیر ہے۔ ایسی سرگرمیوں میں ملوث عناصر کی فوری نشاندہی کر کے ان کو قانون کے مطابق سخت ترین سزائیں دی جائیں تا کہ ایسی روش کی حوصلہ شکنی ہو۔ ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے اشیاء کی مصنوعی قلت اور قیمتوں میں ناجائز اضافے کا بوجھ غریب عوام برداشت کرتے ہیں۔ اس کی روک تھام کے لیے انٹیلی جینس ایجنسیوں کی خدمات سمگلنگ اور ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کی نشاندہی کے لیے حاصل کی جائیں۔ متعلقہ محکمے اپنے دیانتدار اور فرض شناس

افسران کو ایسی جگہوں پر تعینات کریں جہاں سمگلنگ اور ذخیرہ اندوزی کا خدشہ ہو۔ اس ضمن میں صوبوں کے ساتھ کوارڈینیشن کو مزید موثر بنایا جائے۔ صورتحال کی روزانہ کی بنیاد پر مانیٹرنگ کی جائے اور کسی قسم کی انتظامی رکاوٹ نہ آنے دی جائے۔

- مجودہ آرڈیننس 2020ء پر فوری عمل درآمد کرایا جائے اوراس سلسلے میں عوام سے بھی مدد لی جائے۔ جہاں کہیں ذخیرہ اندوزی پائی جائے وہاں کے ضبط شدہ مال کو فوراً یوٹیلٹی سٹورز کے حوالے کیا جائے۔ اور وہاں سے ارزاں نرخ پر عوام کو مہیا کیا جائے۔
- ذخیرہ اندوزوں کو لگام دینے کے لئے سرحدیں بند رکھی جائیں اور ضرورت کے وقت سخت سیکورٹی میں ہی کھولی جائیں۔
- اکثر ذخیرہ اندوز سال میں کئی بار عمرہ اور ہر سال حج پر جاتے ہیں لہذا ان ذخیرہ اندوزوں اور اس کے اہل وعیال کے پاسپورٹ کینسل کیے جائیں اور ان کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ تاکہ یہ وہ اس کام سے باز رہیں۔ ان کے کرتوتوں کو پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر خصوصی کوریج دی جائے تاکہ دوسرے بھی ان کو دیکھ کر عبرت حاصل کر سکیں۔
- ذخیرہ اندوزی سے اللہ ورسول ﷺ کی ناراضی اور مخلوق خدا کی نفرت میسر آتی ہے۔ لہٰذا وہ کام جس سے اللہ ورسول ﷺ ناراض ہوں وہ جہنم میں لے جاتے ہیں۔ تاجر برادری اور دُکانداروں کو چاہیے کہ وہ اشیائے خور ونوش کی قیمتیں مناسب اور مستحکم رکھیں۔ ذخیرہ اندوزی کرکے مصنوعی قحط کی کیفیت پیدا کرکے مخلوق خدا کو تنگ کرکے منافع خوری وقتی قلبی خوشی کا باعث تو ہوسکتی ہے مگر آخرت کی راحت کا سامان کبھی نہیں ہو سکتی۔ آج ملک مختلف آفات سے دوچار ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے روپیہ بنانے کے چکر میں ہیں جو سراسر عوام کے ساتھ زیادتی اور ذخیرہ اندوزوں کے حق میں اُخروی خسارہ ہے۔
- ماہ رمضان میں ایسے کام اختیار کیے جائیں جن سے اللہ رب العزت کی رضامندی حاصل ہو اور ایسے کام اختیار نہ کیے جائیں جو اللہ کی ناراضگی کا باعث بنیں۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے رمضان میں عوام الناس کے ساتھ رحم اور ہمدردی کا معاملہ کرنا چاہیے۔ غذائی اشیاء کو سستے داموں مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کرنا باعث ثواب بھی ہے اور حصول برکت کا ذریعہ بھی ہے۔ مہنگائی کے اس دور میں غرباء اور مساکین کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ تاجروں کو چاہیے کہ کم از کم ماہ رمضان میں دل کھول کر خور ونوش کی اشیاء سستے داموں فروخت کریں تاکہ اس مقدس اور مبارک مہینے میں غریب اور مالدار دونوں برابر نیکیاں سمیٹ سکیں۔
- غیر مسلم اپنے مذہبی تہواروں کے موقع پر خوردونوش کی اشیاء کی قیمتوں میں جہاں کمی کا اعلان کرتے ہیں تو وہاں اشیاء بھی وافر مقدار میں دستیاب کرتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ جہاں ان سہولیات سے غیر مسلم استفادہ کر رہے ہیں تو وہاں مسلم بھی ان سہولیات سے مکمل استفادہ حاصل کرے۔ لہذا حکومت کو ایسا نظام متعارف کرانا ہو گا جس نظام تک غریب کی دسترس آسانی سے ہو اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف فوری کاروائی کو عمل میں لایا جائے۔ بظاہر تو یہ مشکل ہے لیکن اس مشکل کو آسان بنانا ہو گا۔
- معیشت کے اسلامی احکام میں خرید وفروخت سے متعلق عاقدین (معاملہ کرنے والے) کی اہلیت، رضامندی، خرید وفروخت میں اختیار، شرائط، بیع کی جملہ اقسام، مرابحہ، سلم، قبضہ کے مسائل، شرکت ومضاربت، قرض وتجارتی معاہدات حتیٰ کہ غیر مسلموں سے

بھی معاشی معاملات کے حوالے سے مکمل تفصیلات موجود ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کو سیکھ کر عمل کیا جائے تاکہ ایک بہترین اور متوازن معیشت وجود میں آئے۔

- اسلام میں معیشت کے احکام کو جاننے اور اسلام میں کفالتِ عامہ کے تصور کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن وحدیث اور فقہِ اسلامی میں مذکور کاروبار سے متعلق احکام اور دیگر تمام مضامین کا بغور مطالعہ کریں؛ تاکہ اسلام کے معاشی نظامِ تجارت کو سمجھا جاسکے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی حکم عدولی سے بچیں۔ اس سلسلے میں درج ذیل کتابوں کا مطالعہ مفید رہے گا۔

1۔ **"کتاب الأموال"**: حمید بن زنجویہ[42] اور ابو عبید قاسم بن سلام[43] کی ایک ہی عنوان سے الگ الگ تصنیف ہے۔

2۔ **"کتاب الخَراج"**: امام ابو یوسف کی مایہ ناز تصنیف ہے۔[44]

3۔ **"الأحکام السلطانیۃ"**: ابوالحسن علی بن حبیب البصری کی بیش بہا اور مستند تصنیف ہے۔[45]

- اکثر سرکاری ملازمین پنشن لینے کے بعد بڑے تاجروں کو سرمایہ دے کر روزمرہ اشیاء کا اسٹاک لے لیتے ہیں تاکہ نرخ بڑھنے پر اس کو فروخت کیا جاسکے۔ اس سے بھی مارکیٹ میں ضروری اشیاء کی قلت پیدا ہوتی ہے کیونکہ جب تک اشیاء کے دام نہ بڑھ جائیں وہ اس کو اپنے پاس سٹاک میں رکھتے ہیں لہذا اس عمل کی بھی حوصلہ شکنی کی جانی چاہئے اور پینشنر حضرات کو اپنا سرمایہ ایسے کاروبار میں لگانا چاہیے جس سے اُنہیں نفع بھی ہو اور عوام کو تکلیف بھی نہ ہو۔
- حکومت کو چاہئے کہ، نرخ مقرر کرکے لوگوں کو تکلیف و پریشانی میں مبتلا نہ کیا جائے اور تاجروں پر کوئی نرخ لازم نہ کیا جائے بلکہ اس کی بجائے تاجروں کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ مخلوق اللہ کے ساتھ ہمدردی وانصاف اور خیر خواہی کا معاملہ کریں اور ان کے ضمیر واحساس کو اس طرح بیدار کیا جائے کہ وہ خود سے نرخوں میں کمی کرکے لوگوں کی پریشانی ومصیبت دُور کریں۔
- ذخیرہ اندوزی کے معاملے میں آگاہی دینے کے لئے ہم مساجد کے منبر بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ جمعہ کے خطبہ میں ذخیرہ اندوزی سے متعلق آیات وواقعات کو دلیل بنا کر اس بڑھتی ہوئی ذخیرہ اندوزی کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ علمائے کرام کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کے بارے عوام میں شعور بیدار کریں۔ لوگوں کو قرآن مجید کی اُن آیات اور احادیث مبارکہ کے بارے میں تعلیم دیں، جن کا تعلق واضح طور پر ذخیرہ اندوزی سے ہے۔ علمائے دین اپنے خطبوں، تقاریر اور دیگر تقریبات کے موقع پر عوام کو اس مکروہ فعل سے باز رہنے کی تلقین کرسکتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں ذہنی وفکری تبدیلی لانے کے لیے دو سطحوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک سطح تو یہ ہے کہ اس آگہی کے فروغ کے لیے ایسے لوگوں میں کام کیا جائے جو جدید معیشت اور اسلام دونوں کو گہرائی کے ساتھ سمجھتے ہوں۔

42. Ibn Zanjawiyah, Hamid Ibn Mukhlid, "Kitab al-Amwal", (Riyadh: Al-Mulk Faisal Center for Research and Islamic Studies, 1406 AH / 1986)
43. Qasim bin Salam, Abu Ubaidah, Imam, "Kitab al-Amwal", Translator: Abdul Rahman Tahir Soorati, (Islamabad: Islamic Research Institute, n.d.)
44. Abu Yusuf, Imam, "Kitab al-Kharaj", Translator: Mohammad Nejatullah Siddiqui, (Karachi: Maktab, Chiragh Rah, nd)
45. Al-Basri, Ali Bin Muhammad Bin Habib, "Al-Ahkam Al-Sultaniya", Translated by Syed Muhammad Ibrahim, (Lahore: Legal Library, n.d.)

نتیجے کے طور پر وہ تاجروں کے ذہنوں کو بدلنے کا کام کریں گے۔ دوسرے عوامی سطح پر ہمیں اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم فعال افراد پر مشتمل ایسے گروپ تشکیل دیں جو اپنے ارد گرد موجود ذخیرہ اندوزوں کی نشاندہی کریں اور ان کو کھلی چھوٹ نہ دیں۔